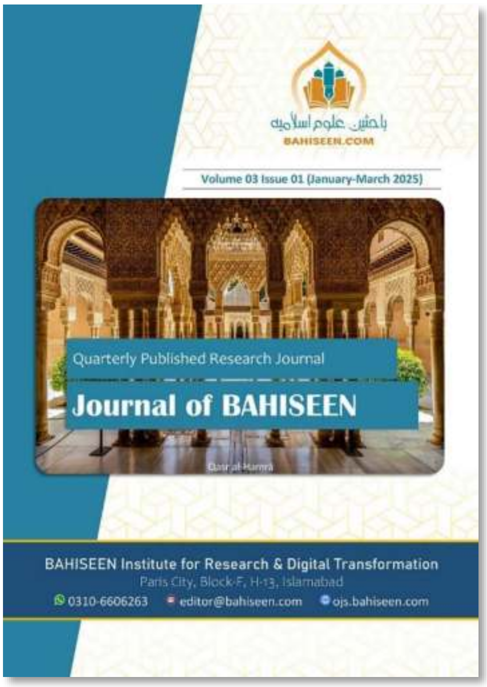

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

”جنسی بے راہ روی“ کے اسباب اوران کے اِنسداد کا اسلامی نقطۂ نظر: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

The Islamic Perspective on the Causes of "Sexual Immorality" and their Prevention: A Scholastic Study and Research Overview

Muhammad Usman
PhD Scholar Islamic Theology, Islamia College University Peshawar
Email: muhammadusman21041988@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz Khan Al Azhari
Associate Professor, Islamia College University Peshawar
Email: drriaz@icp.edu.pk

Abstract

Allah Almighty has provided humanity with a comprehensive and perfect code of life through Islam, which is flawless in every aspect of individual and collective human life. Islam does not view sexual desires as inherently impure, but encourages their fulfillment in a pure and lawful manner. Because sex is a fundamental human need. However, the consequences of engaging in sexual immorality can be severe, affecting individuals, communities, morality, and society as a whole. It is clear that irresponsible sexual behavior contributes to corruption and societal problems.
The peculiarity of Islamic Sharia is that it also bans the reasons and reasons of crime; this is, it cuts the crime from the basis. And this is the principle that the root of evil needs to be cut down and the causes destroyed. If the reason is not present, then it may also not be possible. In an identical way, Islamic Sharia has also banned the reasons for sexual immorality, together with adultery. If there may be a ban on adultery, the causes and reasons of adultery, i.e., evil eyesight, nakedness, and mixing of males and females, are also banned by means of affirming them as crimes, because such bad moves are the purpose and precursor of adultery and "sexual immorality".

Keywords: Sexual Immorality, Motives, Reasons, Prohibited, Forbidden, Inviters, Prevention

مقدمہ:

یہ مسلّم ہے کہ اس دورِ پُر فتن میں جنسی بے راہ روی کی بیسیوں اقسام پائی جاتی ہیں، موجودہ دور میں چوں کہ کثرتِ آلات وسہولیاتِ فحاشی کی وجہ سے، جنسی تسکین کے حصول کے نت نئے و متعدد طریقے اور صورتین نکل آنے کی وجہ سے جنسی بے راہ روی عروج پر ہے۔فی زمانہ معاصر معاشرہ میں جنسی بے راہ روی کی متعدد صورتیں پائی جاتی ہیں، ایسے گرے اور بیہودہ طور طریقے کہ بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔مثلاً: ہم جنس پرستی (Homosexuality)، جنسی اذیت طلبی / مساکیت(Masochism)،اشیاء / عُضو پرستی(Fetishism)، شہوت نظری (Voyeurism)، فحش بینی(Pornography)،مردہ پسندی(Necrophilia)،زبانی جنس / اورل سیکس(Fellatio/Oral Sex)، جنسی طفل پسندی (Infanto Sexuality)، تبدیلِ جنس(Transsexualism)، جنسی حیوان پرستی / (Bestio Sexuality)(Zoophilism، جنسی عفریت (Satyriasis)اورایذا کوشی(Sadism)وغیرہ۔ بہر حال جو معروف اور عام ہیں ان میں سے زنا،لواطت،استمناء بالید اور جانوروں سے بد فعلی وغیرہ ہیں،الغرض ناجائز جنسی تسکین کے حصول کے لیے عمومی طورپر استلذاذ بالمرأة،استلذاذ بالمثل، استلذاذ بالنفس اور استلذاذ بالبهيمة کا طریقہ ورستہ اپنایا جاتا ہے۔

جنسی بے راہ روی معاصر معاشرہ پر بلاواسطہ اور بالواسطہ ناسور اثرات مرتب کرنے کی وجہ سے اہم (Burning Issue)اور حساس(Sensitized Issue)مسئلہ کی شکل اختیار کرچکی ہے، کیوں کہ اس وجہ سے دماغی، نفسیاتی اور معاشرتی مسائل(انفرادی و اجتماعی) کی بھرمار ہے کہیں پہ لڑائی جھگڑا، قتل مقاتلہ اور کہیں پہ مکینوں کی نقلِ مکانی کی وجہ سے مکانوں کو تالے۔یعنی اس کے انفرادی و اجتماعی دونوں صورتوں میں مفسد اثرات ہیں، انفرادی طور پر بھی یہ معاملہ بد ہے لیکن اجتماعی طور پر بدترین ہے۔کیوں کہ اس صورت میں پاکدامن اور پارسا لوگ بھی متاثر ہونے لگتے ہیں یا کم از کم بے قرار و پریشان توضرور ہوجاتے ہیں۔ الغرض کوئی ان مسائل کا حل کوئی انسان کے بنائے ہوئے کسی ملک کے ناقص قوانین میں، پنچائیت میں اور کوئی ماہر نفسیات کے طور طریقوں اور ٹوٹکوں میں ڈھونڈتا ہے۔حال آں کہ اسلامی نظام ہی وہ واحد نظام ہے جس میں نہ صرف ہر معاشرتی مسئلے اور الجھن کا حل بلکہ انسانی زندگی کی تمام مشکلات و مسائل کا حل موجود ہے، چوں کہ اسلام دینِ فطرت ہے، جو انسان کو ایسے طریقے بتاتا ہے جو اسے کامیابی کی منزل تک پہنچاتے ہیں بلکہ ایسے عمدہ اخلاق سے مزیّن کرتا ہے جو اسے پاکیزہ اور امن و سکون والی زندگی عطا کرتے ہیں اور ہر ایسے کاموں اور برائیوں کا سدّباب کرتا ہے جو پریشانیوں اور ہلاکت کا موجب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دینِ اسلام کی شکل میں ایک ایسا وسیع اور مکمل ضابطۂ حیات دیا جو انسان کے اجتماعی اور انفرادی نظام میں ہر لحاظ سے کامل اور بے عیب ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کامل اور بے عیب ہے، اسی طرح بنی نوع انسان کے لیے اس کی طرف سے نازل کردہ قوانین بھی نہ صرف بے عیب ہیں بلکہ انسان کی دنیوی اور اُخروی فلاح و کامیابی کا واحد ذریعہ ہیں۔

اسلام بڑا باریک بین و دور اندیش دین ہے جو برائی کو جڑ سے خاتمہ کا انتظام کرتا ہے برائی کے دروازوں اور راہوں کو مسدود کرتا ہے۔اور یہی اصل ہے کہ برائی کی جڑ کو کاٹا جائے اور اسباب کا قلع قمع کیا جائے سبب نہیں ہوگا تو مسبب بھی محال۔یعنی اگر کوئی بندہ بدنگاہی نہیں کرتا تو اس کے دل و دماغ میں جنسی ہیجانیت و تلاطم نہیں پیدا ہوگا، اسی طرح اگر کوئی بندہ کسی غیر محرم (اجنبیہ) عورت کی صوتِ شیریں سنے گا نہیں تو وہ کیونکر نادیدہ عاشق بنے گا۔ کسی بھی مُحرم یاجُرم کے اسباب و وجوہات پر پابندی لگانے کے عمل کو "سدالذریع "کہتے ہیں۔یعنی جُرم و مُحرم کے ذرائع و وسائل پر قدغن لگانا۔"سـدِ ذرائع "دو الفاظ کا مرکب ہے۔ جس میں "سد" کے معنیٰ: "رکاوٹ"، "آڑ" اور "بند کرنے" کے ہیں۔[1] جبکہ "ذرائع" ذریعہ کی جمع ہے عربی زبان میں اس کے معنیٰ "وسیلہ" اور "راستہ" کے ہیں۔ جس سے کسی چیز تک پہنچ و رسائی ممکن ہو۔[2] فقہی اصطلاح میں "سد ذرائع" سے مراد جائز امور (اعمال و افعال) پر پابندی لگانا یعنی ان کو ممنوع قرار دینا بشر طیکہ وہ ناجائز و ممنوع اعمال کا سبب بن رہے ہوں۔[3] یعنی سد الذرائع سے مراد وہ مباح امور ہیں جو حرام یا ناجائز کا وسیلہ بنتے ہوں۔[4] فی زمانہ اگر درج ذیل اسباب کو ختم و کنٹرول کیا جائے تو یقیناً جنسی بے راہ روی جیسی قبیح ترین و بدترین بیماری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

چوں کہ اسباب اور طُرقِ انسداد آپس میں ضد ہیں لہٰذا اگر طُرقِ انسداد پر تفصیلی بات کی جائے تو دونوں کے لیے کافی ہے، کیوں کہ کسی بھی اچھی خصلت کا اثبات ہی درحقیقت دوسری بری خصلت کی نفی ہے۔ بایں وجہ طُرقِ انسداد پر تفصیلی بحث کی جائے گی اور ضمناً اسباب پر بھی بحث کی جائے گی:

پردہ / حجاب:

"حجاب "کے لغوی معنیٰ آڑ، اوٹ اور پردہ ورکاوٹ کے ہیں۔[5] ابن منظور افریقی کے مطابق: "الحجاب: الستر ---- والحجاب ما احتجب به و کل ما حال بین شـیئین حجاب"[6] یعنی حجاب سے مراد "پردہ" ہے اور "حجاب" اور حجاب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے پردہ کیا جائے۔ اور "حجاب" ہر وہ چیز ہے جو کہ دو اشیاء کے درمیان ہو۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا سَـــأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ [7] "اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔" مذکورہ آیتِ کریمہ میں بھی

حجاب سے مراد آڑ اور پردہ ہے یعنی غیر محرم مرد و عورت بلا عذر براہِ راست آپس میں بغیر پردہ و حجاب اور آڑ گفتگو اور لین دین نہیں کرسکتے۔ "ستر" اور "حجاب" میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ ہے کہ ستر کا تعلق مرد و عورت دونوں سے ہے جبکہ حجاب کا حکم صرف عورتوں کے لیے ہے۔ ستر عورت بغیر سبب بذات خود شرعی حکم ہے جبکہ حجاب کے لیے غیر محرم کی موجودگی سبب بن جاتی ہے یعنی غیر محرم کی موجودگی کی وجہ سے حجاب لازمی ہو جاتا ہے۔

لباس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کا مقصود شرمگاہ کو ڈھانپنا اور زیب و زینت بیان کیا گیا ہے۔[8] یہ مسلّم ہے کہ جنسی بے راہ روی کا صرف ایک سبب نہیں، کئی اسباب و وجوہات ہیں، لیکن ساتھ یہ بھی مسلم ہے کہ بے ہودہ لباس جنسی بے راہ روی کا ایک بڑا سبب (Contributory Factor) ضرور ہے۔ جنسی بے راہ روی میں اشتعال انگیز لباس (Provocative Dress) کا بڑا عمل دخل ہے۔ اسی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں باریک، مختصر اور تنگ (Tight) قسم کا لباس معیوب و مذموم ہے۔ ایک طرف لباس و حجاب کی صورت میں حفاظت کی دیوار لگائی گئی اور دوسری طرف اگر جہاں اس حکم کی خلاف ورزی ہو تو پھر دوسری حکمت عملی "غضِ بصر" کی تاکید کی گئی ہے۔ غضِ بصر کے معنی ہیں "نگاہ کو نیچے رکھنا" کیوں کہ نگاہ کا آزادانہ استعمال ہی جنسی بے راہ روی کا پہلا قدم ہے۔ نگاہ کا غلط استعمال آنکھ کا زنا کہلاتا ہے۔ حدیثِ پاک ہے: "آنکھوں کا زنا دیکھنا (بد نگاہی) ہے۔"[9] اسی طرح ایک حدیثِ پاک ہے: "نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔"[10] اسی وجہ سے جنسی بے راہ روی کی "تدابیرِ انسداد" میں سے سب سے اہم ترین و اولین تدبیر "غضِ بصر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یکساں طور پر مومن مرد و عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔[11] مومن عورتوں کو باپردہ اور باحجاب رہنے کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے مختلف صورتوں میں احکامات دیے ہیں۔ جن میں مومن عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تاکید[12]، غیر مردوں کے سامنے بناؤ سنگھار اور زیب و زینت دکھانے کی ممانعت[13]، بلا ضرورت گھر سے نکلنا فتنہ[14]، ضرورت کے تحت نکلنا جائز[15]، نکلنے کی صورت میں چہروں پر چادر ڈالنے کی تاکید[16]، گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالنے کی تاکید[17]، چلتے کے وقت زمین پر پاؤں زور سے مارنے کی ممانعت[18] اور بولتے وقت اپنی آواز میں مٹھاس و نزاکت پیدا کرنے کی ممانعت[19] وغیرہ شامل ہیں۔

بروقت نکاح:

اسلام نے نکاح کی بڑی ترغیب دی ہے، کیوں کہ یہ جنسی خواہش کا مستقل اور جائز حل ہے۔ یہ معاشرتی، اخلاقی اور طبّی لحاظ سے بالکل موزوں ہے، بلکہ بالکل فطرت کے عین مطابق ہے۔ جس ذات نے مرد و عورت کی تخلیق فرمائی ہے اور پھر ان کو جنسی طلب ودیعت فرمائی اسی ذات نے اس کا مستقل حل بھی بتایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " تو (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں۔"[20] دوسری جگہ کنواروں کے نکاح کی ترغیب ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، ان کا بھی۔"[21] نکاح میں تاخیر بھی زنا میں پڑنے کا سبب ہے جن بچوں اور بچیوں کا نکاح والدین یا بھائی وقت پر نہیں کرتے تو اکثریت ناجائز طور پر اپنی شہوت پوری کرتی ہے۔ جیسا کہ شاولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں: "مادۂ تولید کی پیداوار میں جب زیادتی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا بخار دماغ کی طرف چڑھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوب صورت عورتوں کو دیکھنا آدمی کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ اور ان کی محبت دلوں میں جگہ بنانے لگتی ہے اس بخار کا ایک حصہ شرمگاہ کی طرف بھی آتا ہے، جس کی وجہ سے تقاضے میں شدت پیدا ہوتی ہے اور مقاربت کی قوت ابھرتی ہے اور یہ عموماً نوجوانی کے دور میں ہوتا ہے اور شادی نہ ہونے کی صورت میں بالآخر یہ چیز زنا کے لیے ابھارتی ہے۔ اس کے اخلاق کردار گندے ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور ایک دن شہوت اسے بڑے خطروں میں ڈال دیتی ہے۔[22]

نکاح میں یہ کمال ہے کہ یہ بدنگاہی کے ساتھ ساتھ حرام کاری سے بچنے کا ذریعہ ہے یعنی ایک طرف مرد وزن دونوں کے لیے آنکھ کے گناہ سے بچاتا ہے دوسری طرف دونوں کی عفت وعصمت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اے نوجوانوں کے گروہ! جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح پرائی عورت کو دیکھنے سے نگاہ کو نیچا کردیتا ہے اور حرام کاری سے بچاتا ہے، البتہ جس میں قوت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے۔"[23]

عِفت وحیاء:

عفت وحیاء سے مراد بے ہودگی وفحاشی سے پاکیزگی وپاکدامنی ہے، عفت سے مراد شرمگاہ کی حفاظت اور قوتِ شہویہ کا اعتدال ہے، حیاء سے مراد فحاشی وبے ہودگی سے اجتناب ہے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: "قبیح ومعیوب کاموں سے انقباضِ نفس (دل کا گھٹن وکوفت محسوس کرنا) کرنے اور پھر اسی بنیاد پر انہیں ترک کردینے کا نام "حیاء" ہے۔"[24]

عفت وحیاء انسانی فطرت وخمیر میں شامل ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائی ہے۔ اب یہ انسان پر ہے کہ اس کو برقرار رکھتا ہے کہ نہیں۔ اس دنیا کے پہلے دو انسان یعنی تمام انسانوں کے والدین (حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود خبر دی ہے کہ ان میں حیاء کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی وہ عفت وحیاء کے پیکر تھے۔ جب شجرۂ ممنوعہ کھانے کی صورت میں ان سے لغزش ہوئی اور نتیجتاً ان کو لباس اتر گیا تو انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو درخت کے پتوں سے ڈھانپ دیا۔[25] پتہ چلا کہ شرمگاہ کو ڈھانپنا اور حیا انسان کی فطرت میں روزِ اول سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی بے حیائی حرام فرمائی ہے، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہو یا چھپی۔[26] اللہ تعالیٰ کی صفتِ کریمہ ہی یہی ہے کہ وہ بے حیائی وفحاشی سے روکتا ہے وہ خود ارشاد فرماتا ہے: "اور اللہ بے حیائی سے روکتا ہے۔"[27] لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی بے حیائی وفحاشی کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔[28] اسی طرح طبیبِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی صفتِ کریمہ تھی کہ وہ نہ فحش گو تھے اور نہ جان بوجھ کے فحش گوئی کرتے تھے۔[29] فی زمانہ جو بے حیائی وبے ہودگی ہے، عورت ذات فحاشی کا آلہ وذریعہ بنی ہوئی ہے۔ بناؤ وسنگھار (سج دھج) کا بے جا اور بے محل اظہار کا رجحان ہے اس کی قباحت ونقصانات کی وجہ سے خالق کائنات نے نزولِ قرآن کے وقت ہی پابندی لگائی تھی، اور ساتھ میں یہ بھی بتایا گیا کہ یہ تو دورِ جاہلیت کی عورتوں کی صفت وپہچان ہے۔ فرمایا گیا کہ اے مسلمان عورتو! جہاں تمہارے اور طور طریقے دورِ جاہلیت کی عورتوں سے مختلف ہیں تو بناؤ وسنگھار کے اظہار میں بھی موافقت نہیں ہونی چاہیے۔[30] شریعتِ اسلامیہ میں نہ صرف عفت وحیاء کے دامن چھوڑنے پر عذاب وعتاب ہے بلکہ بے حیائی وبے ہودگی پھیلانے پر بھی عذاب وعتاب ہے۔[31]

کامل تربیتِ اولاد:

اولاد کی دینی واخلاقی تعلیم وتربیت والدین کی دینی واخلاقی ذمہ داری وفریضہ ہے۔ اس دورِ جدید میں والدین کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ بقولِ شہناز ماجد: "معاصر ذرائع ابلاغ نے ہماری اولادوں کے اخلاق وکردار کو تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا۔ اخلاقِ رذیلہ (بدتمیزی، بداخلاقی اور بدتہذیبی) نے قومی وجود کو آکاس بیل کی مانند اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔"[32] ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"[33] حدیثِ پاک ہے: "تم میں سے ہر بندہ نگہبان ہے اور تم میں سے ہر بندہ اپنی رعیت (ماتحت) کے متعلق جوابدہ ہے۔"[34]

لہٰذا گھر کے ذمہ دار وسربراہ کو سوشل میڈیا کے استعمال کے معاملہ میں اپنے اہل وعیال پر اندھا اعتماد کے بجائے چیک اینڈ بیلنس (Check & Balance) قائم کرکے کڑی نگرانی کرنی چاہیے۔ والدین کو اپنی اولاد کی ہر سرگرمی، شب وروز، اُٹھک بیٹھک، حرکات وسکنات اور

بطورِ خاص سوشل میڈیا کے استعمال کے معاملہ میں اولاد کی کڑی نگرانی کرنی چاہیے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کو ایسی تعلیم دیں یا دلائیں کہ جس کے ذریعہ اولاد کا ذہن اسلامی اقدار کی طرف مائل ہو۔ اس بابت گھروں اور خاندانوں میں جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لیے مغربی اقدار کے بجائے اسلامی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ حیا اور پاک دامنی کو فروغ دیا جائے، جبکہ بے حیائی و بے پردگی کی مذمت اور بیخ کنی کی کوشش کی جائے۔ ماحول کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ ہر عمر اور خصوصاً نوجوان نسل کو اچھے ماحول کا انتخاب کیا جائے۔ بلکہ ہر اس شخص کے ساتھ اٹھک بیٹھک اور صحبت میں بیٹھنے سے پرہیز کیا جائے جو جنسی بے راہ روی کا شکار ہے یا سبب ہے۔ اس کے مقابلہ میں عفت و پاکدامنی کے ماحول کا انتخاب کیا جائے۔

سوشل میڈیا کا صحیح استعمال:

یہ بات مسلّم ہے کہ جہاں اس تیز رفتار اور جدید دور میں سوشل میڈیا کے فوائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک اعتبار سے تو یہ نعمت اور عطیۂ الٰہی سے کم نہیں، وہیں اسے منفی اثرات و نقصانات کے اعتبار سے نعمت کم اور زحمت زیادہ تصور کیا جاتا ہے۔ جہاں سوشل میڈیا کے اور بیسیوں نقصانات اور منفی اثرات ہیں وہیں سوشل میڈیا کا جنسی بے راہ روی میں بڑا ہاتھ و کردار ہے بہر دو صورت بالواسط اور بلا واسطہ مؤثر ہے کہیں پہ یہ براہِ راست بڑا سبب ہے اور کہیں پہ یہ جنسی بے راہ روی کے اسباب کا سبب ہے یعنی وہ اسباب جو جنسی بے راہ روی کے لیے پیش خیمہ اور مقدمہ ہیں تو سوشل میڈیا ان اسباب کا سبب ہے۔ مطلب "سـبب الاسـباب " ہے۔ اس نے جنسی بے راہ روی کے میدان میں بے پناہ گُل کھلائے اور یہ سلسلہ ختم ہونا تو درکنار بلکہ مزید ترقی و اضافہ کی طرف گامزن ہے۔ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ جنسی بے راہ روی کے جتنے بھی اسباب ہیں ان تمام کا سبب و ذریعہ سکرین (سوشل میڈیا) ہے یعنی یہ سکرین نہ صرف "أم الاسباب" بلکہ "أم الخبائث " بھی ہے۔ سکرین پر جو کچھ دکھایا جارہا ہے اس کو دیکھنے کے بعد غیرت و عزت کی بات کرنا احمقانہ و بیوقوفانہ رائے ہے۔ کیونکہ جب نیکی کو برائی، برائی کو نیکی، سیدھا کو ٹیڑھا، ٹیڑھا کو سیدھا، اچھائی کو برائی، برائی کو اچھائی، حق و باطل، باطل کو حق، حسین کو قبیح اور قبیح کو حسین بنا کر پیش کیا جارہا ہے تو بہتری کی امید رکھنا محض خیال ہے۔ کیونکہ میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا نے عفت و عصمت کی مقدس چادر کو پھاڑنے میں ہر اول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ سکرین نے بیسیوں ہنسے بستے گھر اجاڑ دیے، کیوں کہ اس پر بے حیائی اور طلاق کی ڈگری لینے کی فری ٹیوشن (Free Tuition) دی جاتی ہے۔ نوجوان نسل کے اخلاق و اطوار کو تباہ و برباد کرکے اس کے دل و دماغ پر پردہ ڈال کر اس جگہ پر لاکر کھڑا کر دیا کہ نوجوان نسل کو اخلاقِ رذیلہ اور پستی کی غلیظ دلدل میں پھنسنے پر فخر محسوس ہونے لگا ہے۔ سکرین نے بے پردگی و عریانیت میں خوب گل کھلائے ہیں، یہ سفر بے پردگی سے شروع ہو کر عریانیت پر جا پہنچا۔ اور عریانیت نے حرام کاری کو فروغ دے کر شرافت کا جنازہ نکال دیا۔ معاشرے کو تباہی کے منہ میں دھکیل دیا اور اسلامی اقدار کو بڑا لاعلاج نقصان پہنچایا۔ الغرض سوشل میڈیا/ سکرین نے جنسی بے راہ روی میں بڑا تخریبی کردار ادا کیا، اور یہی جنسی بے راہ روی کے اسباب و وجوہات کا منبع و سرچشمہ ہے۔ یہ بات مسلّم ہے جہاں سوشل میڈیا کے اور بیسیوں نقصانات اور منفی اثرات ہیں وہیں سوشل میڈیا کا ”جنسی بے راہ روی“ میں بڑا ہاتھ و کردار ہے اس نے جنسی بے راہ روی کے میدان میں بے پناہ گُل کھلائے اور یہ سلسلہ ختم ہونا تو درکنار بلکہ مزید ترقی و اضافہ کی طرف گامزن ہے۔ سوشل میڈیا پر عریانیت و بے پردگی کی بھرمار ہے، سوشل میڈیا پر ناچ گانے (رقص و غناء) کا ایک طوفان ہے، فحش (بے ہودگی و بے حیائی) کی سب سے زیادہ ترغیب سوشل میڈیا پر ہی دی جاتی ہے۔ فحش بینی اور فحش گوئی سوشل میڈیا پر ایک عام مشغلہ ہے۔

استیذان:

حکم استیذان پر عمل پیرا ہی بھی جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لیے بہترین نسخہ و طریقہ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس حکم استیذان کی خلاف ورزی جنسی بے راہ روی کا بڑا سبب ہے۔ اسـتیذان سے مراد "اجازت طلب کرنا" ہے، چونکہ یہ بابِ استفعال سے ہے اور بابِ استفعال

کا ایک خاصہ "طلب" کے ہے۔علامہ راغب اصفہانی کے مطابق: "والاستئذان : طلب الإذن"یعنی استیذان سے مراد ہے "اجازت طلب کرنا"۔[35] شرعی اصطلاح میں استیذان سے مراد: "استیذان سے مراد کسی غیر کے گھر میں داخل ہونے کی غرض سے اجازت طلب کرنا۔"[36]استیذان کا حکم بالاجماع وجوبی ہے۔ہاں بیوی کے معاملہ میں شوہر کے لیے حکمِ استحبابی ہے۔مشہور فقیہ عطاء ابن رباح کے مطابق: "استیذان (اجازت طلب کرنا) ہر بالغ انسان پر واجب ہے۔"[37]اسی طرح امام قرطبی ؒ کے نزدیک بھی استیذان واجب ہے وہ لکھتے ہیں کہ: "اور استیذان واجب ہے، کسی کو کسی کے گھر بغیر اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔"[38]استیذان کی حکمتوں میں سے سب سے بڑی دو حکمتیں ہیں۔پہلی حکمت انسان کو اپنے گھر میں بے تکلفانہ اٹھک بیٹھک، اپنی مرضی سے آرام دہ اور سہولت والے لباس کا استعمال، اور عزت نفس، تشخص اور منصب کا تحفظ اور ذہنی طمانیت وضمانت دینا ہے۔دوسری حکمت دوسرے انسانوں کو بدنگاہی سے کے ساتھ ساتھ جنسی ہیجانیت اور اضطرابیت سے بچانا مقصود ہے، کیونکہ یہ کیفیت بعد میں جنسی بے راہ روی کا باعث بن جاتی ہے۔یعنی بعض اوقات انسان اپنے گھر میں تنہائی میں کوئی کام کررہا ہے جس پر دوسروں کو اس پر مطلع کرنا مناسب نہیں سمجھتا مگر جب کوئی اجازت کے بغیر آتا ہے تو پوشیدہ راز کو زبردستی معلوم کرنے کی فکر میں گناہ اور دوسروں کے لیے موجب ایذا ہے۔[39] بہر حال "استیذان "بطورِ خاص فواحش اور بے حیائی کا انسداد ہے کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے سے یہ بھی احتمال ہے کہ غیر محرم عورتوں پر نظر پڑے اور شیطان دل میں کوئی مرض پیدا کرے۔امام شوکانی اس موضوع کے ضمن فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ نے زنا اور تہمت کی سزا اور ڈانٹ فرمانے کے بعد گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے کی ڈانٹ کا ذکر فرمایا کیونکہ گھروں میں مرد وزن کے اختلاط اور بلا اجازت داخل ہونے سے کبھی کبھی زنا یا تہمت کے اسباب و محرکات پیدا ہو جاتے ہیں۔[40]

عدمِ اختلاطِ مرد وزن:

عدمِ اختلاطِ مرد وزن سے مراد ہے اجنبی مرد وعورت یا غیر محرم مرد وعورت کا آپس میں میل جول نہ ہونا بے تکلف بیٹھک اور گفتگو نہ کرنا۔عدمِ اختلاطِ مرد وزن عفت وپاک دامنی کی ضمانت ہے جب کہ اس کے برعکس اختلاطِ مرد وزن جنسی بے راہ روی کو دعوت اور مواقع و ماحول بنانے کا نام ہے۔ظاہری سی بات ہے جہاں اجنبی اور غیر محرم مرد وعورت کا آپس میں بے تکلفانہ میل جول ہو تو وہاں ناجائز جنسی تعلق کے مواقع زیادہ ہوں گے۔فی زمانہ اگر دیکھا جائے جہاں جہاں جس جس جگہ مرد وعورت کا بے تکلفانہ میل جول ہے وہاں وہاں بے حیائی، فحاشی اور جنسی بے راہ روی کا ناسور جراثیم موجود ہے۔

جب یہ مسلّم ہے کہ چچازاد، ماموں زاد اور پھوپھی زاد (Cousin) کے ساتھ آزادانہ اختلاط اور خلوت ممنوع ہے، کیونکہ وہ رشتہ دار تو ہیں لیکن غیر محرم ہیں۔جب رشتہ دار غیر محرم کے بارے میں حکمِ پردہ اور عدم اختلاط ہے۔تو غیر رشتہ دار غیر محرم کے بارے میں تو پابندی کا زیادہ ہونا بدرجہ اولیٰ مطلوب ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق بلاضرورت تو غیر محرم مرد وزن کا اختلاط ناجائز و حرام ہے۔اور بامر مجبوری و ضرورت کوئی معاملہ یا لینا دینا (Dealing) ہو تو وہ بھی درمیان میں آڑ اور حجاب ہونا چاہیے۔[41]تو جب ضرورت کے پیشِ نظر آڑ اور پردہ ضروری ہے۔تو بلاضرورت تو کوئی گنجائش نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ غیر محرم مرد وزن کا آزادانہ وبے تکلفانہ اختلاط جنسی بے راہ روی کے لیے ایک پُل سے کم نہیں۔اختلاط چاہے جس طرح ہو اور جس صورت میں بھی ہو مثلاً: جاب وروزگار کی وجہ سے، پڑھنے پڑھانے اور شادی یا فوتگی کی وجہ سے ہو۔مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر شادیوں اور فوتگیوں میں ہی غیر محرم رشتہ دار جنسی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔اسی وجہ سے اس معاملہ میں بہت احتیاط اور کڑی نگرانی کی ضرورت ہے، کہ بڑی جائنٹ فیملیز (Joint Families) اور خوشی و غمی کے فنکشنز (Functions) میں نوجوان کزن (چچازاد، ماموں زاد ،خالہ زاد اور پھوپھی زاد) کے آزادانہ وبے تکلفانہ اختلاط نہیں ہونا چاہیے۔

اسلامی سزاؤں کی کامل تنفیذ:

دینِ اسلام نے جرائم کے انسداد و سدّباب کے لیے حدود و تعزیرات (اسلامی سزائیں) کامؤثرترین و بہترین نظام دیا ہے۔ یہ نظام مجرموں کو نشانِ عبرت بناکے حال و استقبال میں جرم کے مرتکبین و عازمین کو لگام لگاتا ہے۔ اگر اس نظام کی کامل تنفیذ ہو تو معاشرہ میں جرم کا تصور ہی نہ ہو یا نہ ہونے کے برابر ہو۔ کیوں کہ یہ نظام بالکل عین فطرت کے مطابق ہے۔ جہاں سزاؤں کی کامل تنفیذ سے ہر جرم کا راستہ مسدود کیا جاسکتا ہے وہاں ان کی تنفیذ سے جنسی بے راہ روی کو بھی لگام لگایا جاسکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں اگر دیکھا جائے تو جن ممالک میں سزاؤں کا نظام بہترین وبلا تفریق ہے وہاں جرائم کی شرح بہت کم ہے۔ تو یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اسلامی نظام بے عیب و بے مثال ہے اور معاشرہ کو بھی بے عیب و بے مثال بناتا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کا نفاذ ہو اور وہ بھی کامل۔ شریعتِ اسلامیہ میں زنا جیسے قبیح عمل کے مرتکب کو غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں سو/ 100 کوڑوں[42] جبکہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں رجم / سنگسار (پتھر مار مار کر قتل کرنا) کی سزادی جائے گی۔[43] لیکن یہ بات انتہائی قابل ذکر ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کو سزائیں دینے کا ایسا شغف نہیں[44] جتنا جرائم کا سدّباب و انسداد مطلوب و محبوب ہے۔ کیونکہ اگر دیکھا جائے ایک طرف نکاح کے جس کے آسانی سے ہزاروں گواہ بن سکتے ہیں لیکن وہاں صرف دو/ 2 گواہوں کی شرط رکھی گئی، جبکہ اس کے برعکس زنا کے ثبوت اور حدِ زنا کی تنفیذ و تعمیل کے لیے چار/ 4 گواہوں کا اعتبار رکھا گیا لیکن در حقیقت زنا سرّاً و اخفاءً ہونے کی وجہ سے ایک گواہ کا ہونا بھی مشکل ترین امر ہے۔ وہ چار گواہ بھی بااعتبارِ گواہی معتبر و مسلّم ہوں ورنہ جھوٹی گواہی کی صورت میں وہ خود مرتکب جرم ہو کر حد قذف کے اہل و محل بن جائیں گے۔[45] اس طرح کوئی عداوت اور بغض و حسد کی بنیاد پر جھوٹے الزام زنا کی جسارت نہیں کرسکتا۔ مزید آں کہ سزادینے سے پہلے اگر ایک بھی گواہ مکر جائے تو مجرم کی سزا موقوف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ عدالتِ علی رضی اللہ عنہ میں کچھ جھوٹے گواہ سزا کے ڈر سے بھاگنے کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مزید کاروائی نہ کرتے ہوئے مقدمہ خارج کردیا۔[46] مطلب شریعتِ اسلامیہ نے حدود و تعزیرات (اسلامی سزائیں) کو دل کی بھڑاس نکالنے، انتقام لینے اور مجرموں کو اذیت دینے کے لیے نہیں مقرر و متعین کیا، بلکہ ان کے عظیم مقاصد و اہداف ہیں۔ چونکہ مقاصد شریعہ / مقاصدِ خمسہ (حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ عقل، حفظِ نسل اور حفظِ مال) کی حفاظت شریعتِ اسلامیہ کا مقصود و مطلوب ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق دین، جان ، عقل، نسل اور مال کی حفاظت شریعتِ اسلامیہ کا بنیادی مقصد ہے وہ فرماتے ہیں: "ان پانچ اصولوں کی حفاظت انتہائی ناگزیر چیزوں کے درجے میں ہے اس لیے دنیا کے ہر مذہب و قوم میں ان پانچ بنیادی اصولوں کی پامالی کی ممانعت اور اس پر تنبیہ و سرزنش پائی جاتی ہے۔"[47] امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اسلامی سزاؤں کا حقیقی مقصود مسلم معاشرہ کو مقاصدِ خمسہ پر تعدی کے جرائم سے محفوظ رکھنا ہے۔[48] اسی طرح امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحتاً لکھا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں سزاؤں کا مقصد خلق خدا کو شریر عناصر سے محفوظ رکھنا ہے نہ کہ مخلوق خدا کو ایذارسانی۔ بقولِ عبدالقادر عودہ رحمۃ اللہ علیہ: "عقوبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا بدلہ ہے جو کہ اجتماعی مفاد کی خاطر متعین کیا گیا ہے۔ مقصود اصلاحِ معاشرہ، جہالت سے بچاؤ، انسانوں کو برائیوں سے نجات، گمراہی سے نکالنا، معصیت کا سدباب، ترغیبِ اطاعت اور اس کے ذریعے انفرادی و اجتماعی اصلاح اور اجتماعی نظام کو بحال و برقرار رکھنا ہے۔"[49]

الغرض اسلامی سزاؤں کے پیشِ نظر تین بڑے مقاصد ہوتے ہیں: امتناع(Deterrence)، اصلاح (Reformation) اور انتقام / بدلہ(Retribution)۔

اداروں میں جنسی تعلیم وآگہی:

جہاں تک جنسی تعلیم دینے کی بات ہے، اس کے دو تناظر ہیں ایک الہامی و اسلامی اور دوسرا شہوانی و حیوانی۔ اس میں پہلا فلسفہ ٹھیک و جائز ہے جبکہ دوسرا ناجائز۔ پہلے طریقے میں جنسی تعلیم سے مراد جنسی تعلق کو مذہبی اخلاقیات کا شعبہ سمجھ کے اس کے جائز و ناجائز پہلوؤں کو

واضح کر کے انسان کو اس پہلو میں بااخلاق و باشعور بنانا، اور فطرت و شریعت کے مطابق اس کے احتیاج کو پورا کرنا اور منظم و پابند بنانا۔ جب کہ دوسرے زاویے (ناجائز) سے جنسی تعلیم سے مراد محض حیوانیت و شہوانیت کو ہوا دینا مقصود ہوتا ہے نتیجتاً اباحیت کا فروغ اور جنسی و صنفی تشدد کا باعث ہے۔ کیوں کہ اس میں تعمیری سوچ کے بجائے شہوت اور لذت پرستی کارفرما ہوتی ہے۔

اسلام کے بہت سے احکامات بطورِ خاص عبادات کا انحصار بالواسطہ جنسی تعلیم پہ ہے بایں صورت کہ تمام عبادات میں مکلف ہونے کے لیے بلوغت شرط ہے اور بلوغت باقی جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ بڑی بڑی جسمانی تبدیلی جنسی کیفیت کے تبدیل ہونے کا نام ہے۔ شرمگاہ سے اضافی مادوں کے نکل آنے کا نام ہے۔ اگر ایک بندے کو بلوغت کے متعلق علم نہ تو وہ کیسے سمجھ پائے گا کہ وہ احکامات کا مکلف ہو چکا ہے۔ اس کی طہارت کا کیا بنے گا۔ کیونکہ طہارت بھی تمام عبادات کے لیے شرط ہے۔ اس کے علاوہ نکاح و طلاق اور ولایت کے مسائل کا دارومدار بھی بلوغت پر ہے۔ اسی طرح پردہ اور حجاب کے ساتھ ساتھ زنا اور جنسی بے راہ روی کا تعلق بھی بلوغت اور جنس سے ہے کیونکہ زنا اور لواطت کے مرتکبین میں سے بعض دفعہ دونوں اور بعض دفعہ ایک تو ضرور بالغ (بالغہ) ہوتا ہے۔ ہماری جنسی تعلیم سے مراد یہی ہے کہ قریب البلوغت لڑکوں کو اس معاملہ میں اسلامی تعلیمات (حدود و قیود) کے بارے میں بتایا جائے الہامی پابندیوں کے بارے میں بتایا جائے۔ ان کی رہنمائی کی جائے، ان کو جنسی بے راہ روی خصوصاً زنا، لواطت اور مشت زنی کے فاسد اثرات اور جسمانی، روحانی، طبی، اخلاقی اور قانونی نتائج واثرات سے باخبر کیا جائے۔ کیونکہ قبیح و شنیع اعمال سے بچنے کی نیت سے کسی کو خبردار کرنا کوئی برا کام نہیں۔ بلکہ محمود و مستحسن ہے۔ مزید یہ کہ جنس انسانی ضروریات و احتیاجات میں سے ہے جس طرح باقی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لڑکوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جیسا کہ کسب معاش اور اچھی صحت وغیرہ، بالکل اسی طرح لڑکوں کو جنسی خواہش و طلب کو پورا کرنے کا اسلامی طریقہ اور راستہ بتایا جائے اور وہ ہے نکاح۔ لڑکوں کو یہ بتانا اشد ضروری ہے کہ اسلام جنسی ضرورت نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کو شادی سے پہلے کنٹرول کرنے اور شادی کے بعد پورا کرنے کو عبادت تصور کرتا ہے۔

تعلیمی نصاب میں ثانوی سطح (Secondary Level) سے جنسی بے راہ روی کے ہمہ نقصانات اور اس کے جملہ اسباب خصوصاً سوشل میڈیا کے نقصانات اور زنا اور لواطت کے نقصانات، اقدامات، اسباب، دواعی اور محرکات کے بارے میں آگہی پر مبنی اسباق اور مواد ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اسلامی تعلیمات میں سورۃ النور اور سورۃ النساء کی تعلیم کی ترغیب بھی ملتی ہے۔[50] سورۃ النساء اور سورۃ النور میں میں یہی کچھ ہے کہ کتنا پردہ ہے؟ کس کس سے پردہ ہے؟ کہاں کہاں پردہ ہے؟ کون محرم ہے؟ اور کون غیر محرم؟ خلوت اور عزلت (Privacy) کا ذکر ہے۔ نکاح اور طلاق کے مسائل ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جنسی تعلیم کو لفظ "طالب"، "شیخ" اور "صوفی" کی طرح مشکوک معیوب نہ بنایا جائے ۔ جیسے ہم طالب سے مراد طالب علم، طالبِ قرآن، خدا اور مصطفی لیتے ہیں اور اسلام دشمن اس سے کوئی اور مراد لیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مغربی دنیا کے ہاں جنسی تعلیم کی بنیاد اور فلسفہ الگ ہے اور ہمارے ہاں جنسی تعلیم سے مراد کچھ اور ہے۔

سزا اور قانون میں عدم بالاتری:

اسلامی نقطۂ نگاہ سے کوئی بھی شخص قانونِ اسلامی کے معاملہ میں ماورا اور بالاتر نہیں۔ جرم کرنے کے بعد حاکم اور رعایا، امیر و فقیر، شاہ گدا اور عالم و جاہل سب برابر ہیں۔ یعنی سزا اور حد سب پر یکساں نافذ ہوگی۔ قانون مکڑی کے جال کی طرح نہیں ہوگا، کہ کمزور اس میں پھنس جائے اور طاقت ور اس سے نکل جائے کوئی بھی بندہ محض حیثییت و منصب کی بناپر قانونِ اسلامی سے برتر و بالاتر نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ چیف جسٹس محمد عربی ﷺ کے تعامل وخطبہ سے مستنبط ہے۔ "آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ: کہ تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان میں کوئی شریف (اثر و رسوخ والا) آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد (سزا) لگا لیتے۔"[51] شاندار اسلامی تاریخ میں قانون میں عدم بالاتری کی متعدد عملی مثالیں مل سکتی ہیں۔ جیسا کہ: حضرت محمد ﷺ نے اپنے آپ کو

احتساب کے لیے پیش کیا۔[52] اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے دور میں کسی بھی مجرم کے ساتھ محض حیثیت و منصب کی وجہ سے کسی طرح کی رعایت نہیں کی۔ اگر کسی کو سزا میں تاخیر کی رعایت دی بھی ہے تو وہ بھی کسی عذر (حمل وغیرہ) کی وجہ دی ہے۔ ایک دفعہ بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی، اس پر حدِ سرقہ لگائی گئی، یعنی اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا سنادی گئی، کسی (اسامہ بن زید) کی سفارش پر چیف جسٹس محمد عربی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔"[53] یعنی اوروں کی تو بات اور اگر اس کی جگہ میری بیٹی یعنی فاطمہ بنتِ محمد ﷺ بھی ہوتی تو اس کی بھی یہی سزا ہوتی۔ یہ سلسلۂ مساوات خلفاءِ راشدین کے دور میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ پہلے خلیفۃ الرسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے ہی خطبے میں فرمادیا تھا کہ: "تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک طاقت ور ہے، جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلادوں اور تمہارا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک میں اس سے حق دار کو حق نہ دلادوں۔[54] اس معاملہ میں خلیفۂ دوم امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے فیصلے بھی روشنی کے مینار ہیں۔ باقی تو باقی اپنے لختِ جگر کے ساتھ بھی رعایت نہیں برتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے (ابو شحمہ) پر شراب پینے کی وجہ سے حدِ خمر لگادی اور خود ہی کوڑے لگائے۔[55] اسی طرح ایک دفعہ گورنر مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک قبطی کو گھڑ دوڑ میں آگے نکلنے پر کوڑے مارے اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت شکایت کی، حضرت عمر نے تینوں کو بلوایا، قبطی کو گورنر کے بیٹے کو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور ساتھ میں حکم دیا کہ حضرت عمرو بن عاص کو بھی کوڑے مارو۔ لیکن قبطی نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کوڑے مارنے سے درگزر کیا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورنر (عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ اے عمرو! تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے، حالاں کہ انہیں ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے۔[56] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ: میں کسی کو بھی نہیں چھوڑتا کہ وہ کسی پر ظلم و زیادتی کرے، یہاں تک کہ میں اس ظالم اور زیادتی کرنے والے کے رخسار کو زمین پر رکھ کر اس کے دوسرے رخسار پر اپنا قدم رکھے رکھوں جب تک وہ حق پر عمل پیرا نہ ہو جائے۔[57]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دورِ نبوی ﷺ اور عہدِ خلافتِ راشدہ میں جرائم کی شرح کم ہونے کی اسلامی سزاؤں کے نظام کی کامل اور کما حقہ تنفیذ تھی۔ آج بھی اگر اس نظام کی تنفیذ کو یقینی بنایا جائے، اور امیر و غریب، شاہ گدا اور عالم و جاہل کے یکساں قانون ہو تو ہمارا معاشرہ بھی جرائم سے پاک و محفوظ ہو جائے گا۔ المیہ یہ ہے کہ ایک تو ہمارا قانون بعض سزاؤں میں اسلامی سزاؤں سے متصادم ہے اور دوسرا یہ کہ نفاذ میں تسویہ نہیں۔

طبّی و روحانی رہنمائی:

طبّی، نفسیاتی اور روحانی ماہرین سے رہنمائی لینے اور مشاورت کرنے سے بھی جنسی بے راہ روی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ علاج کروانا بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ طبیبِ کائنات آپ ﷺ سے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علاج کروانے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کروالیا کرو۔"[58] اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی شفا بھی پیدا کی۔"[59]

فی زمانہ علاج تقریباً چار طریقوں سے کیا جاتا ہے: ایلو پیتھک (Allopathic)، ہومیو پیتھک (Homeopathic)، حکمت (Herbal) اور اوراد و وظائف / جھاڑ پھونک۔ جنسی بے راہ روی جیسی بیماری میں مبتلا کو جس طرح آسانی و سہولت ہو یا ضرورت ہو اس حساب سے اس کو اپنا علاج کروانا چاہیے۔ بذریعۂ عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) بھی جنسی بے راہ روی سے بچا جاسکتا ہے کیونکہ ہر چیز کی طرح ہر عبادت کی بھی اپنی خاصیت و تاثیر ہوتی ہے۔ نماز کی یہ خاصیت ہے کہ یہ نمازی کو بے حیائی اور فحاشی سے روکتی ہے۔[60] یہ نمازی اور برائی کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے، بشرطیکہ اس کی ترکیبِ استعمال ٹھیک ہو۔ یعنی جمیع لوازمات و صفات کے ساتھ ادا کی جائے۔ اسی طرح روزہ رکھنے کی بھی اپنی خاصیت ہے اور وہ ہے تقویٰ کا حصول۔[61] یقیناً جو بندہ متقی (پرہیز گار) بن جائے تو وہ باحیا و پاک دامن ہوتا ہے کیوں کہ بے حیائی

،فحاشی اور جنسی بے راہ روی تو غیر متقی اور نافرمان بندے کی صفات ہیں۔ ویسے بھی روزے میں اللہ تعالیٰ نے بطورِ خاص ضبطِ نفس و جنس رکھا ہے یعنی روزہ رکھنے سے جنسی خواہش ماند اور کم ہو جاتی ہے[62] مطلب بھرا پیٹ انسان کو سرکشی اور عیاشی کی چاہت و طلب پر ابھارتا ہے جب کہ اس کے برعکس خالی پیٹ انسان کا نفس مطیع ہونے کے ساتھ ساتھ تلاطم سے پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ سے انسان کو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن حاصل ہو جاتا ہے۔[63] اور یہ بات مسلّم ہے کہ جس کا نفس پاک اور باطن صاف ہو، وہ فحاشی کی طرف مائل نہیں ہوتا بالخصوص جنسی بے راہ روی کا شکار نہیں ہوتا۔ اسی طرح حجِ بیت اللہ ایک جامع عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ صبر کی عملی اور بہترین شکل ہے اور اسلام ہی تو صبر (علی المصیبة، علی الطاعة اور عن المعصية) کا درس دیتا ہے اور اس کو ہمت والے کاموں میں سے بتاتا ہے۔[64]

دعا بھی مومن کا بہترین ہتھیار ہے اس کے ذریعے بھی تمام اعضاء کے شر اور بطورِ خاص شرمگاہ کے شر سے عافیت و حفاظت پائی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ آفاقی و عالمگیر کتاب قرآن کے مطابق دعا ہی کے ذریعہ پریشانیوں اور روحانی و جسمانی بیماریوں سے خلاصی و نجات پائی جا سکتی ہے۔[65] طبیبِ کائنات اور روحانی و جسمانی امراض کے ماہر حضرت محمد ﷺ نے وقتاً فوقتاً ہر بیماری اور بطورِ خاص روحانی بیماریوں کے لیے دعائیں عطا فرمائی ہیں جیسا:

۱۔قل اللهم إنى أعوذ بک من شر سمعي، ومن شر بصري، ومن شر لساني، ومن شر قلبي، ومن شر منيي يعني فرجه۔[66] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرمگاہ کے شر سے۔"

۲۔اللهم إني أسألک الهدى والتقى والعفاف والغنى۔[67] "اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاک دامنی اور استغنا (قناعت) مانگتا ہوں۔" قرآن مجید بھی روحانی و جسمانی بیماریوں کے لیے شفاء ہے[68] اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک سانپ یا بچھو کے ڈسے پر سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم (پھونک) کیا۔ جیسا کہ حدیث مبارک کے الفاظ ہیں: "فقرأ بفاتحة الكتاب"[69] تو آپ ﷺ نے اس کی تنبیہ نہیں فرمائی۔

تقلیبِ تفکرات و تخیلات:

تعلیماتِ اسلامیہ میں اس امر کی ترغیب و تاکید ہے کہ فضول خیالات و تفکرات کے بجائے کائنات میں اللہ کی قدرتوں میں غور و فکر کیا جائے، اس کی ترغیب قرآن میں متعدد مقامات پر دی گئی ہے، کیونکہ تفکرات و خیالات ہی اعمال کے لیے پیش خیمہ و مقدمہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے جا بجا لغو و لهب (کھیل کود) کے بجائے آخرت کی فکر کرنے کی ترغیب دی ہے۔[70]

با مقصد سرگرمیوں سے جنسی بے راہ روی سے بچا جا سکتا ہے اور اس پہ قابو پا سکتا ہے۔ با مقصد سرگرمی سے انسان کی منزل اور اس کے لیے کاوشیں متعین ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہر انسان اور بطورِ خاص نوجوان نسل کو با مقصد اور صحت مند سرگرمیوں کا انتخاب کیا جائے۔ کیوں کہ ایک بندہ جس شعبہ میں دلچسپی لینا شروع کر دے تو وہ اسی شعبہ کے متعلق سوچتا ہے، پڑھتا ہے، مواد جمع کرتا ہے اور پھر عملاً کرتا بھی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک وسیع شعبہ میں صرف ایک پہلو یا قسم کا انتخاب کیا تو وہ صرف اسی قسم میں لیتا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کرکٹ میں دلچسپی لینے والا پھر صرف کرکٹ کے ہی متعلق پڑھنا، لکھنا، سننا، دیکھنا اور کھیلنا پسند کرے گا، نہ کہ فٹبال اور ہاکی۔ لہٰذا ذہن کو با مقصد سرگرمیوں کی طرف منتقل اور پلٹانا چاہیے۔

تعلیماتِ اسلامیہ کی نظر میں فراغت کو ناپسندیدہ و معیوب تصور کیا جاتا ہے، جب کہ اس کے مقابلہ میں با مقصد مصروفیت کو محمود مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ کیوں کہ تقریباً ہر عمر کے لوگوں کے لیے اور بطورِ خاص نوجوان نسل کے لیے فراغت خیالات و وساوس کا باعث ہے

فراغت ہی اکثر مسائل و پریشانیوں کی پہلی سیڑھی ہے کیوں کہ آگے یہ خیالات اور سوچیں افعال و اعمال کا پیش خیمہ ہیں اور تکمیل ہیں۔ لہٰذا فراغت سے بچنے میں ہی عافیت ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کرنا اسلامی تعلیمات و ترغیبات میں سے ہے۔[71] طرق اور ذرائع میں تبدیلی سے بھی جنسی بے راہ روی پر قابو پایا جاسکتا ہے جیسا کہ شریعتِ اسلامیہ نے مادیّت کے مقابلہ میں روحانیت، غفلت کے مقابلہ میں رغبت کی ترغیب دی ہے۔ مطلب یہ کہ ہر اس فکر و خیال اور ہر اس فعل و عمل سے اجتناب کیا جائے جو جنسی خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا باعث و سبب ہو، اس کے بجائے اس کے متبادل طریقہ وراستہ اختیار کیا جائے۔ کیوں کہ ہر کام سرانجام دینے کے کئی ایک متبادل طریقے ہوتے ہیں۔ ان متبادل طریقوں سے وہ کام قدرے دیر اور قدرے مشقت سے سہی لیکن ہو جاتا ضرور ہے۔ علم و تعلم کے حصول، تلاشِ مواد اور خرید و فروخت کے سوشل میڈیا کے علاوہ بیسیوں متبادل طریقے موجود ہیں گرچہ ان طریقوں میں تھوڑی مشقت زیادہ ہے مگر کام مزید احسن طریقہ سے ہو جاتا ہے۔ لہٰذا علم و تعلم کے لیے کتب بینی کو فروغ دیا جائے اور لائبریریوں سے استفادہ کیا جائے۔

نتائجِ بحث:

اسلام نے بعض چیزوں کو فی نفسہٖ ان میں کسی سقم و نقص کی وجہ سے حرام کیا ہے اور بعض چیزوں کو اُن حرام امور تک رسائی و پیش خیمہ ثابت ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے، اول الذّکر کو "حرام لذاتهٖ" اور مؤخر الذکر کو "حرام لغیرهٖ" سے موسوم کیا گیا۔ شریعتِ اسلامیہ کا یہ وطیرہ و خاصیت ہے کہ جرائم و معاصی کی حرمت کے ساتھ ان کے اسباب و دواعی پر بھی پابندی ہے یعنی ان امور کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے جو حرام امور تک پہنچاتے ہیں، سبب و ذریعہ بنتے ہیں یا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسلام بڑا باریک بین و دور اندیش دین ہے جو برائی کو جڑ سے خاتمہ کا انتظام کرتا ہے برائی کے دروازوں اور راہوں کو مسدود کرتا ہے۔ اور یہی اصل ہے کہ برائی کی جڑ کو کاٹا جائے اور اسباب کا قلع قمع کیا جائے سبب نہیں ہوگا تو مسبب بھی محال۔ جنسی بے راہ روی کی روک تھام کے لیے اسلام کی بڑی پیاری تعلیمات ہیں، فی زمانہ اگر اُن اسباب کو ختم و کنٹرول کیا جائے تو یقیناً جنسی بے راہ روی جیسی قبیح ترین وبدترین بیماری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ وہ اسباب: بے پردگی، نکاح میں دیری، بے حیائی، اختلاطِ مرد و زن، سزاؤں میں امتیاز و تساہل، سوشل میڈیا اور مغربی اقدار و طور طریقے وغیرہ ہیں۔ آفاقی و عالمگیر کتاب قرآن اور طبیبِ کائنات و محسنِ انسانیت محمد الرسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں جن طرقِ انسداد کی نشاندہی کی گئی ہے اُن کا خلاصہ اور مفہوم درج ذیل ہے: پردہ / حجاب، بروقت نکاح، عفت و حیاء، کامل تربیتِ اولاد، سوشل میڈیا کا صحیح استعمال، استیذان، عدمِ اختلاطِ مرد و زن، اسلامی سزاؤں کی کامل تنفیذ، اداروں میں جنسی تعلیم و آگہی، سزا اور قانون میں عدم بالاتری، طبی و روحانی رہنمائی، تقلیبِ تفکرات و تخیلات وغیرہ۔ اگر مذکورہ اسباب سے اجتناب کیا جائے اور اسلامی تعلیمات و تدابیر پر عمل کیا جائے تو یقیناً معاشرہ جنسی جرائم سے پاک ہو سکتا ہے، اور جب معاشرہ جنسی جرائم سے پاک ہو گا تو پُرامن و پُرسکون ہو گا، جو ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان کی فطرت وچاہت اور اوّلین ترجیح ہے۔

حواشی اور حوالہ جات

[1] کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، (ادارہ اسلامیات لاہور)، اشاعتِ اول: جون 2001، ص: 756۔
Keranvi,Waheed ul Zaman, Moulana, Alqamus ul Waheed,(Idara Islamiyat Lahore), Isha'at-i- Awwal June 2001, Safha:756.

[2] ایضاً، ص: 569۔

[3] علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، (ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)، ص: 238۔
Ali Hasbillah, Osool ul Tashri'sh,(Idarat-ul-Quaran Wal uloom-ul-Islamia Karachi), Safha:238.

[4]ابن عربی، محمد بن عبداللہ، ابو بکر، احکام القرآن، (دارالمعرفۃ بیروت)، 1977ء، ج:2، ص:748۔

Ibn-i-Arabi, Muhammad bin Abdullah, Abubakar,Ahkam –ul- Quaran,(Dar ul Ma'arifa Beirut)1977,Jilad:2, Safha:748.

[5]کیرانوی، القاموس الوحید، ص:120۔

Keranvi,Alqamus-ul-Waheed, Safha:120.

[6]الافریقی، ابنِ منظور، لسان العرب، (دار صادر بیروت)، ج:1، ص:298۔

Al-Afriqee,Ibn-i-Manzur, Lisan-ul-Arab,(Dar Sadir Beirut),Jild:1,Safha:298.

[7]سورۃ الاحزاب:59۔

Surat-ul-Ahzab:59.

[8]سورۃ الاعراف:26۔

Surat- ul-A'araf:26.

[9]البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (دار ابن کثیر الیمامہ بیروت) 1407ھ، ج:5، ص:2304۔

Al-Bokhari, Muhammad bin Ismail, Alja'a-ul-Sahih,(Dar Ibn Kathir-ul-Yamamh Beirut),1407 AH, Jilad:5, Safha:2304.

[10]الحاکم، محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دارالکتب العلمیہ)، 1422ھ، ص:4/314۔

Al-Hakim,Muhammad bin Abdulla, Nishapuri,AL-Mustadrak Ala-ul-SSHiHain,(Beirut, Dar-ul-Kutub-ul Iimiyyah), 1422A,H, Safha:4/314.

[11]سورۃ النور:31،30۔

Surat-ul-Noor: 30,31.

[12]سورۃ الاحزاب:33۔

Surat-ul-Ahzab: 33.

[13]ایضاً۔

[14]ترمذی، محمد بن عیسٰی، السنن، (بیت الافکار الدولیۃ ریاض سعودیۃ) 2004ء، ابواب الرضاع، رقم الحدیث:1173۔

Tirmizi, Muhammad bin Isa, Al-Sunan,(Bait-ul-Afkar ul Dauliyya Riyyaz Saudiyya),2004,Abwab-ul-Rraza'a, Raqm ul-Hadith:1173.

[15]القشیری، امام مسلم بن حجاج، الصحیح، (داراحیاء التراث العربی بیروت)، ج:4، ص:1709۔

Al-Qushairi, Imam Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih,(Dar Ihya-ul-Turath Al- Arabi Beirut),Jild:4,Safha:1709.

[16]سورۃ الاحزاب:59۔

Sura-ul-Ahzab: 59.

[17]سورۃ النور:31۔

Surat-ul-Noor:31.

[18]ایضاً۔

[19]سورۃ الاحزاب:32۔

Surat-ul-Ahzab: 32.

[20]سورۃ النساء:03۔

Surat-ul-Nisaa:03.

[21]سورۃ النور:32۔

Surat-ul-Noor:32.

[22]شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، حجة الله البالغه، (قدیمی کتب خانہ کراچی)، ص:2/122۔

Shah Wali ullah, Qutb-ul-Din Ahmad, Hujjat-ullah-il-Balighah,(Qadimi Kutub Khana Karachi), Safha:2/122.

[23]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح، رقم الحدیث:3208۔

Al-Bokhari, Muhammad bin Ismail, Aljami'a-ul-Sahih,Kitab-ul-Nikah, Bab-ul-Hass Aala-ul-Nikah,Raqm-ul-Hadith:3208.

[24]الاصفہانی، امام راغب ابو القاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، (مصطفی البابی مصر)، ص:40۔

Al-Asfahani, Imam Raghib Abu-ul-Qasim Al-Husain Bin Muhammad, Al-Mofradat Fi Ghareeb-ul-Quran,(Mustafa Albabi Misr),Safha:40.

[25]سورة الاعراف:22۔

Surat-ul-A'araf: 22.

[26]ایضاً:33۔

[27]سورة النحل:90۔

Surat-ul-Nahl: 90.

[28]سورة الانعام:151۔

Surat-ul-Ana'am: 151.

[29]البخاری، الصحیح، ج:3، الرقم الحدیث:987۔

Al-Bokhari,, Al-Sahih, Jild:3,Raqm-ul-Hadith:987.

[30]سورة الاحزاب:33۔

Surat-ul-Ahzab: 33.

[31]سورة النور:19۔

Surat-ul-Noor:19.

[32]شہناز ماجد، موجودہ ذرائعِ ابلاغ معاشرتی تعمیرمیں معاون یا مزاحم، ماہنامہ خواہش میگزین، ج:7، ص:13۔

Shihnaz Majid, Maujudah Zarai'a Iblagh Mo'ashrati Ta'amir Men Mo'awin Ya Mozahim, Mahnama Khawish Magazine, Jild:7,Safha:13.

[34] سورة التحریم:6۔

Surat-ul-Tahreem: 06.

[34]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القریٰ والمدن، رقم الحدیث:893۔

Al-Bokhari, Aljami'a-ul-Sahih,Kitab-ul-Juma, Bab-ul-Juma Fi-l-Qura Wa-l-Mudn,Raqm-ul-Hadith:893.

[35]اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ج:1، ص:70۔

Asfahani, Al-Mofradat Fi Ghareeb-ul-Quran,Jild:1,Safha:70.

[36]شہاب الدین النفراوی، الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی، (دار فکر)، ج:2، ص:323۔

Shihab-ul-Din Al-Nafravi, Al-Fawakih-ul-Dawani Aala Risalat Ibn-i- Abi Zaid-ul-Qerwani, Dar Fikr, Jild:2, Safha:323.

[37]اثیر الدین، اَبوحیان محمد بن یوسف، البحرالمحیط فی التفسیر، (بیروت، دارالفکر)، ج:8، ص:31۔

Aseer-ul-Din, Abu Hayan Muhammad bin Yousuf, Al-Bahr-ul-Moheet Fi-l-Tafsir,(Beirut,Dar-ul-Fikr),Jild:8, Safha:31.

[38]القرطبی، ابو الولید محمد بن أحمد، المقدمات الممہدات، (بیروت، لبنان، دار الغرب الإسلامی)، ج:3، ص:443۔

Al-Qurtubi, Abu-ul-Waleed Muhammad bin Ahmad, Al-Muqaddamat-ul-Mumahhadat,(Beirut, Labnan, Dar-ul Gharb-ul-Islami), Jild:3,Safha:443.

[39]مفتی شفیع، محمد،معارف القرآن،(کراچی:ادارہ معارف،1423ھ)،ج:6،ص:387۔

Mofti Shafi, Muhammad, Ma'arif-ul-Quran(Karachi: Idarar Ma'arif, 1423AH),Jild:6,Safha:387.

[40]امام شوکانی، محمد بن علی،فتح القدیر،(بیروت:مطبوعہ، دارالمعرفہ،1418ھ)،ج:4،ص:19۔

Imam Shaukani, Muhammad Bin Ali,Fath-ul-Qadir,(Beirut: Matbu'ah, Dar-ul-Ma'arifah,1418AH),Jild:4,Safha:19.

[41]سورۃ الاحزاب:53۔

Surat-ul-Ahzab: 53.

[42]سورۃ النور:2۔

Surat-ul-Noor:02.

[43]البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الحدود،باب الاعتراف بالزنا،رقم الحدیث:6827۔

Al-Bokhari,Alja'mia-ul-Sahih,Kitab-ul-Hudood,Bab-ul-I'tiraf Bi-l-Zina,Raqm-ul-Hadith:6827.

[44]ابن ماجہ، محمد بن یزید،السنن،کتاب الحدود،باب الستر علی المومن ودفع الحدود بالشبهات،رقم الحدیث:2545۔

Ibn-i-Majah, Muhammad Bin Yazeed, Al-Sunan, Kitab-ul-Hudood, Bab-ul Satr-i-Alal Momin Wa Dafi'a-il-Hudood Bisshobhat,Raqm-ul-Hadith:2545.

[45]سورۃ النور:4۔

Surat-ul-Noor:04.

[46]ابن قیم جوزی، محمد بن ابی بکر،الطرق الحکمیه،(مکتبہ دارالبیان بیروت)،ص:59۔

Ibn-i-Qayyim Jozi, Muhammad bin Abi Bakar, Al-Turuq-ul-Hukmiyyah(Maktaba Dar-ul-Bayan Beirut),Safha:59.

[47]امام غزالی،ابو حامد، محمد بن محمد، المستصفی،(دارالنفائس بیروت لبنان)،ص:174۔

Imam Ghazali, Abu Hamid,Muhammad Bin Muhammad, Al-Mustafa(Dar-ul-Nafais Beirut Labnan),Safha:174.

[48]الشاطبی،ابراہیم بن موسیٰ،ابو اسحاق،الموافقات فی اصول الشریعة،(دارابن عفان)،1997ء،ایڈیشن:اول،ج:2،ص:20۔

Al-Shatibi, Ibrahim Bin Musa, Abu Ishaque, Al-Mowafaqat Fi Usool-al-Tashriah(Dar Ibn Affan),1997,Edition: Awwal, Jild:2,Safha:20.

[49]عبد القادر عودہ،تشریع الجنائی الاسلامی،(دارالکاتب العربی بیروت)،ج:1،ص:609۔

Abdu-l-Qadir A'auda, Tashri'a-ul-Jinaai-al-Islami,(Dar-ul-Katib-ul-Arabi Beirut),Jild:1,Safha:609.

[50]الحاکم،المستدرک علی الصحیحین،ص:2/396۔

Al Hakim,AL Mustadrak Ala.ul-Sheehain,Safha:2/396.

[51]البخاری،الجامع الصحیح،باب اقامة الحدود علی الشریف والوضیع،رقم الحدیث:1688۔

Al Bokhari, Aljami'a ul Sahih,Babo Iqamat-ul-Hudood A'a-ul-Ssharif Wal-Wazi'a,Raqm-ul-Hadith:1688.

[52]دیار بکری، حسین بن محمد،تاریخ الخمیس فی احوال الانفس النفیس،(موسۃ شعبان بیروت)1866ء،ج:2،ص:161۔

Dayar Bakri, Husain Bin Muhammad, Tareekh-ul-Khamees Fi Ahwal-il-Anfus-ul-Nafis,(Mosato Sha'abab Beiarut) 1866,Jild:2, Safha:161.

[53]بخاری،الجامع الصحیح،باب اقامة الحدود علی الشریف والوضیع،رقم الحدیث:1688۔

Al-Bokhari,Aljami'a-ul-Sahih,Babo Iqamat-ul-Hudood A'a-ul-Ssharif Wal-Wazi'a,Raqm-ul-Hadith:1688.

[54]ابن کثیر، اسماعیل،ابو الفداء،البدایه والنہایه(دارالفکر بیروت)،1986ء،ج:6،ص:301۔

Ibn-i-Kathir, Ismail, Abu ul Fida, Al-Bidaya Wal-Nihaya,(Dar-ul-Fikr Beirut)1986,Jild:6,Safha:301.

[55]ابن قتیبہ،عبداللہ بن مسلم،المعارف(الھیئۃ المصریۃ العامۃ الکتاب القاھرہ)،1992ء،ج:1،ص:188۔

Ibn-i-Qutaiba, Abdullah bin Muslim, AlMa'arif(Al-Hai'atul Misriyya Al-A'amt-ul-Kitab-Al-Qahira),1992,Jild:1, Safha:188.

[56]ابنِ جوزی،عبدالرحمٰن بن علی،تاریخ عمر بن خطاب،مترجم اردو:شاہ حسن عطاء،(نفیس اکیڈمی کراچی)،1983ء،ص:194،193۔

Ibn-i- Jozi, Abdur Rahman Bin Ali, Tarikh Umar Bin Khattab, Motarjam Urdu: Shah Hassan Ata(Nafis Academy Karachi)1983,Safha:193,194.

[57]شاہ ولی اللہ،ازالۃ الخفاءعن خلافۃ الخلفاء،ج:3،ص:227۔

Shah Wali ullah, Hujjat-ullah il-Balighah,Jild:3,Safha:227.

[58]ترمذی،السنن،رقم الحدیث:2038۔

Tirmizi,Al-Sunan, Raqm-ul-Hadith:2038.

[59]البخاری،الصحیح ،کتاب الطب ،باب الرقی بفاتحۃ الکتاب،ج:3،رقم الحدیث:656۔

Al-Bokhari, Aljami'a ul Sahih,Kitab-ul-Tibb,Bab-ul-Ruqa Bifatihat-il-Kitab,Jilad:3,Raqm ul Hadith:656.

[60]سورۃ العنکبوت:45۔

Surat-ul-Ankabut: 45.

[61]سورۃ البقرہ:183۔

Surat-ul-Baqarah:183.

[62]البخاری، الجامع الصحیح،کتاب النکاح،باب الحث علی النکاح،رقم الحدیث:3208۔

Al-Bokhari, Aljami'a-ul-Sahih,Kitab-ul-Nikah, Bab-ul-Hass Aala-ul-Nikah, Raqm-ul-Hadith:3208.

[63]سورۃ التوبہ:103۔

Surat-ul-Tauba:103.

[64]سورۃ لقمٰن:17۔

Surat-o-Luqman:17.

[65]سورۃ النمل:62۔

Surat-ul-Naml:62 .

[66]ترمذی،السنن،کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ،باب منہ، رقم الحدیث:3492۔

Tirmizi, Al-Sunan,Kitab-ul-Da'uat An Rasoolillah Bab Minho, Raqm-ul-Hadith:3492.

[68]ابنِ ماجہ،السنن،کتاب الدعاء،باب دعاء رسول اللہ،الرقم الحدیث:3832۔

Ibn-i-Majah,Al Sunan, Kitab ul Dua'a Babo Dua'a-i- Rasoolillah, Raqm ul Hadith:3832.

[68]سورۃ یونس:57۔

Surat-o-Younus:57.

[69]البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الطب ،باب الرقی بفاتحۃ الکتاب،ج:3،رقم الحدیث:707۔

Al-Bokhari, Aljami'a-ul-Sahih,Kitab-ul-Tibb,Bab-ul-Ruqa Bifatihat-i-Kitab,Jilad:3,Raqm ul Hadith:707.

[70]سورۃ العنکبوت:64۔

Surat-ul-Ankabut: 64

[71]الحاکم،المستدرک علی الصحیحین،(بیروت دارالمعرفۃ)،ج:5،ص:435،رقم الحدیث:7916۔

Al-Hakim, AL-Mustadrak Ala-ul-Ssaheehain,(Beirut,Dar-ul-Ma'arifah),Jild:5, Safha:435, Raqm-ul-Hadith:7916.